

دل کے بگاڑ ہی سے بگڑتا ہے آدمی
جس نے اسے سنبھال لیا وہ سنبھل گیا
ایک دلچسپ کتاب

جان زینت میں ہوا میں الستی پلٹی رہتی ہیں
دل

مولانا جلال الدین قاسمی

فون ۷۱۱ / 5153511
414952

پیشکش

www.Islamiclectures.wapka.mobi

۱
حامداً ومُصلّياً امّا بعد
بسم الله الرحمن الرحيم

الْأَوَّلُ إِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلُحَتْ
صُلِحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ
كُلُّهُ أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ . (متفق عليه)

یہ ابو عبد اللہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے مروی ایک لمبی
حدیث کا آخری ٹکڑا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور یاد رکھو! کہ جسم میں گوشت
کا ایک ٹکڑا ہے اگر وہ سنور گیا تو سارا بدن سنور گیا اور
جو وہ بگڑا تو سارا بدن بگڑ گیا، سنو! وہ ”دل“ ہے
تقاضائے فطرت کے مطابق خالق کائنات نے ہر
جو بصورت اور قیمتی شے کی حفاظت کے لئے مناسب جگہ کا
انتظام فرمایا ہے۔ پھول مناظر فطرت میں ایک حسین اور دلکش
شے ہے اس کو اللہ نے گلچیں کے ظالم ہاتھوں کی دسترس سے
محفوظ رکھنے کے لئے کانٹوں کے پیرے میں محبوس کر دیا۔ ط
حفاظت پھول کی ممکن نہیں ہے۔ اگر کانٹوں میں ہو تو بے حریری

اسی طرح جسم انسانی میں دماغ ایک قیمتی شے ہے اسلئے اس کو بڑی گمے ایک ایسے خول کے اندر محفوظ کر دیا کہ کوئی خارجی اثر انسانی کے ساتھ دماغ تک نہ پہنچ سکے۔ دل اس سے بھی زیادہ قیمتی شے ہے اسلئے اس کو اش سے بھی زیادہ محفوظ جگہ میں نصب فرمایا۔ دل مخروطی شکل کا گوشت کا ایک ٹھہرا ہے اس کی دو حرکتیں ہیں ایک حرکت انبساطی ہے دوسری حرکت انقباضی ہے۔ دل کو عربی میں قلب کہا جاتا ہے قلب کے معنی ہیں ”الٹا“، کیونکہ دل سینے میں الٹا معلق ہے سینے میں چوبیس پھلیاں ہیں دل بائیں طرف ہے اور ایک پسلی سے لیکر پانچویں پسلی تک ہے۔ جس طرح عالم نباتات کا مرکز جڑ ہے اور نوع انسانی کا مرکز سعادت انبیاء کا وجود ہے اور جس طرح اعتقادات کا مرکز توحید، اور عبادات کا مرکز نماز ہے اور جس طرح جماعتی اور ملی زندگی کا مرکز خلیفہ اور ارضی مرکز سعادت کعبۃ الشہ ہے۔ اسی طرح وجود انسانی کا مرکز ”دل“ ہے۔ انسانی زندگی کی بقا کے لئے ضروری ہے کہ اپنے مرکز ”دل“ سے اس کا رابطہ برابر قائم رہے قلب ہی وہ سرچشمہ اولین ہے جہاں سے خیالات، احساسات جذبات اور ارادوں کے جھرنے پھوٹتے ہیں فساد اگر اس

سرچشمے میں آجائے تو پھر سارے کردار میں پھیل جاتا ہے۔ اور اصلاح بھی اگر اس سرچشمہ کی ہو جائے تو ساری سیرت سنور جاتی ہے۔ قلب درست ہو تو یہی اصل مری و مزگی یہی مفتی و نج ہے، یہی چاق و چوبند پاسباں و سنتری ہے۔ یہی بگڑ جائے تو پھر باہر کی کوئی امداد انسان کو نہیں سنوار سکتی۔ کتاب کے شروع میں پیش کئے گئے حدیث کے ٹکڑے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی یہ ہے کہ بگاڑ جب آتا ہے تو اسی قلب پر یا مرکز روح میں ایک سیاہ نقطہ نمودار ہوتا ہے آدمی کی نگاہ اگر اس مرکز پر نہ لگی ہو اور وہ اس سیاہ نقطے کو فوراً دھو نہ ڈالے تو یہ نقطہ دھیرے دھیرے پھیلنے لگتا ہے یہاں تک کہ اس کی سیاہی پورے قلب کو محیط ہو جاتی ہے۔ شاعر نے کہا ہے

دل کے بگاڑ ہی سے بگڑتا ہے آدمی

جس نے اسے سنبھال لیا وہ سنبھل گیا

انبیاء کرام کی سعی و اصلاح کا اصل ہدف مقصود

یہی دل ہے، اسے خواب غفلت سے بیدار کرنا، ”جھنجھوڑنا“

اور بروئے کار لاتا ہے یہ جاگ جائے تو قسمت جاگ اٹھتی

ہے یہ سو جائے تو تقدیر انسانی سو جاتی ہے اسی کو فرض کے

۴
راستے پر گامزن کرتے کے لئے الہام کا جس بجتا ہے۔ یہ
زندہ ہے تو آدمی زندہ ہے یہ مر جائے تو آدمی چلتی پھرتی
لاش کے سوا کچھ بھی نہیں

ص مجھے یہ ڈر ہے دل زندہ تو نہ مر جائے
کہ زندگانی عبارت ہے تیرے جینے سے

قلب کے دو معنی

قلب کا اطلاق دو معنوں پر ہوتا ہے ایک تو صنوبری شکل
کے اس مضغہ گوشت پر قلب کا اطلاق ہوتا ہے جو سینے
کے بائیں جانب ہے۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ وہ ایک
ربانی لطیفہ ہے جس کا اس مضغہ گوشت سے براگہرا
ربط و تعلق ہے یہی اللہ کی معرفت حاصل کرتا ہے اور
ایسی چیزوں کا ادراک کرتا ہے جنہیں خیال و وہم نہیں
پاسکتے یہی لطیفہ ربانی مخاطب الہی ہے۔ اسی کی طرف اللہ
نے اس آیت میں اشارہ کیا ہے۔

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَذِكْرًا لِّأُولِي النُّفُوسِ الَّتِي كَانَتْ
لَمَنْ كَانَ لَهَا قَلْبٌ أَوْ رُكْحًا هُوَ يَأْتِيهِمْ لَيْلًا مِّنْ
الْقَلْبِ السَّمْعُ وَهُوَ شَهِيدٌ لِّمَا كَانُوا يَكُونُونَ

۵
آیت مذکورہ میں قلب سے مراد صنوبری شکل وہ مضغہ گوشت
مراد نہیں ہے جو ہر ایک کے سینے میں ہے۔

سورہ اعراف میں ہے:

لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ ۚ إِنَّ كَلِمَاتٍ كُنَّ فِيهَا
بَهَاقٌ لَهُمْ قُلُوبٌ ۚ لَّيْسَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَفْقَهُونَ ۚ
لَّيْسَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَفْقَهُونَ ۚ لَّيْسَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَفْقَهُونَ ۚ
لَّيْسَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَفْقَهُونَ ۚ لَّيْسَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَفْقَهُونَ ۚ
لَّيْسَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَفْقَهُونَ ۚ لَّيْسَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَفْقَهُونَ ۚ
لَّيْسَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَفْقَهُونَ ۚ لَّيْسَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَفْقَهُونَ ۚ
لَّيْسَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَفْقَهُونَ ۚ لَّيْسَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَفْقَهُونَ ۚ

آیت مذکورہ میں بھی قلب سے دوسرا ہی معنی مراد ہے مطلب
یہ ہوا کہ اللہ نے اس لطیفہ ربانی میں جو صلاحیتیں ودیعت
کر دی ہیں جو لوگ ان صلاحیتوں کو بروئے کار نہیں لاتے وہ
چوپاؤں کے مثل ہیں۔ چوپایوں کے مانند اس وجہ سے ہیں
کہ جس طرح چوپایوں کی طلب و جستجو بس اپنے پیٹ اور
تن کی مطلوبات تک ہی محدود رہتی ہیں اسی طرح ان کی تگ و
دو بھی اپنی مادی ضروریات و خواہشات ہی تک محدود ہے
اور چوپایوں سے زیادہ بے عقل اس وجہ سے ہیں کہ چوپائے
بہر حال اپنی جبلت کی تمام صلاحیتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں

کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتے لیکن انسان کو اللہ نے جو صلاحیتیں بخشی ہیں ان سے نہ صرف یہ کہ وہ حقیقی فائدہ نہیں اٹھاتا بلکہ بسا اوقات اس سے ایسی حرکتیں صادر ہوتی ہیں جو ایک چوپائے سے کبھی صادر نہیں ہو سکتیں مثلاً انسان انسان ہو کر اتنا کج فہم بن جاتا ہے کہ درختوں پتھروں جانوروں تک کی پوجا کرنے لگتا ہے لیکن ایک گدھ یا بیل ایسی بے عقلی کبھی نہیں کر سکتا۔

(تدبر القرآن)

جب یہ بات معلوم ہو گئی کہ قلب کا ایک معنی وہ ربانی اور روحانی لطیفہ جو مخاطب الہی ہے تو جاننا چاہئے کہ اس لطیفہ ربانی (قلب کا دوسرا معنی) کا اس مضغہ گوشت (قلب کا پہلا معنی) سے تعلق و ربط بڑا گہرا اور دقیق ہے جسے لفظوں میں نہیں بیان کیا جاسکتا جو کچھ اس کے متعلق کہا جاسکتا ہے وہ یہ کہ وہ بادشاہ کی مانند ہے اور یہ مضغہ گوشت قصر شاہی کی مانند۔

اسی تعلق سے دل کو وہ زندگی نصیب ہوتی ہے جو اس کو ایک مضغہ گوشت سے تجلیات و انوار الہی

کا ایک آئینہ بنادیتی ہے۔ اس بات کی تائید اس خبر سے بھی ہوتی ہے جسے لوگوں نے اخباروں میں پڑھا ہے کہ ہندوستان کے ایک ذہین سائنسدان ڈاکٹر دھنی رام بدوہانے ایک بائیولوجیکل ہارٹ (حیاتیاتی دل) تیار کیا ہے اس مصنوعی دل کی خصوصیت یہ بتائی گئی ہے کہ یہ بالکل اصلی دل کی طرح کام کرتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ قلب کا دوسرا معنی یعنی لطیفہ ربانی یہ بادشاہ کی مانند ہے اور قلب کا پہلا معنی یعنی مضغہ گوشت خواہ یہ مضغہ گوشت قدرتی ہو یا مصنوعی، اس لطیفہ ربانی کا قصر شاہی ہے

دل مہبط وحی ہے

اللہ کا ارشاد ہے

اَنَا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ "بیشک (اے رسول) تم پر ایک قَوْلًا ثَقِيْلًا" بھاری بوجھ ڈالنے والے ہیں۔

بھاری بوجھ سے مراد قرآن مجید ہے

لَوْ اَنْزَلْنَاهُ ذَا الْقُرْآنِ عَلٰی جَبَلٍ "اگر اس قرآن کو ہم کسی پہاڑ پر اتارتے تو تم دیکھتے کہ وہ خشیت الہی سے

لَسَ أَيْتُهُ خَاشِعًا مُتَصَدِّعًا ۝^۸ پست اور پاش پاش
مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ (سورہ حشر) ہو جاتا ہے

اب سوال یہ ہے کہ اتنی زبردست چیز کو کیس چیز پر
اتار اگیا اور کس چیز نے اس کے بوجھ کا تحمل کیا تو اس
کا جواب سورہ شعراء میں اللہ نے یوں دیا ۔

نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ۝ جِبْرِيلُ آمِنُ اس قرآن
عَلَى قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ
الْمُنْذِرِينَ ۝ کو لیکر آپ کے دل پر
اترے ہیں تاکہ تم ڈرانے والے

(سورہ شعراء) میں سے ہو جاؤ ۔

اس سے معلوم ہوا کہ قلب انسان کے جسم کا سب سے
اشرف اور اعلیٰ حصہ ہے دوسرے یہ معلوم ہوا کہ قرآن
مجید وہ کلام ہے جو پاک منبع سے نکلا ہے ، پاک
ذریعہ سے اترتا ہے ، پاک ہستی پر اترا ، اور پاک ترین محل
اور عضو کو اپنا مہبط اور مستقر بنایا ۔ یا یوں کہہ لیا جائے کہ
یہ کلام ایک قوی ذات سے نکلا ، قوی ذریعے سے اترتا ، اور
قوی انسان پر اترا ، اور قوی ترین عضو کو اپنا محل بنایا ۔

کیونکہ اللہ کی ایک صفت قوی ہے ۔ حضرت جبریل کی بھی صفت
قوی ہے اور آنحضرتؐ دنیا کے سب سے قوی انسان ہیں

اور قلب جسم انسانی کا قوی ترین عضو ہے کیونکہ دل اگر
کمزور ہو جائے تو پورا بدن کمزور ہو جاتا ہے ۔

اللہ نے کسی انسان کے دو دل نہیں بنائے

اللہ کا ارشاد ہے :

مَا جَعَلَ اللَّهُ لِرَجُلٍ ۝ دو اللہ نے کسی شخص کے سینے
مِنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهِ میں دو دل نہیں بنائے

کسی شخص کے پہلو میں اللہ نے دو دل نہیں بنائے جس
کے صاف معنی یہ ہیں کہ اللہ نے انسان کے لئے یہ پسند
نہیں فرمایا کہ وہ دو بالکل متضاد اور متناقض ارادے
اپنے اندر جمع کر لے ۔ لیکن یہ انسان کی عجب کج فہمی ہے کہ
وہ خدا کی بنائی ہوئی ساخت کے بالکل خلاف اپنے اندر
متناقض ارادے جمع کر لیتا ہے ایک طرف وہ خدا

پر ایمان لانے کا دعویٰ رکھتا ہے ، دوسری طرف وہ
دوسرے شریکوں کی بھی بندگی کرتا ہے ۔ رسول سے اطاعت
و وفا داری کا عہد بھی باندھتا ہے ۔ اور اس کے خلاف
اس کے دشمنوں سے ساز باز اور اس کی تعلیمات کے خلاف
سازشیں کرتا ہے ۔ حالانکہ دل تو ایک ہے تو اس کے ارادوں

میں تناقض نہیں ہونا چاہئے اگر ایسا ہے تو یہ دل کی خرابی
اور بیماری کی دلیل ہے۔

قیامت میں سرخروئی کا دار و مدار قلب سلیم پر ہے

قرآن مجید میں ہے
يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ
”جس دن نہ مال کام آئیگا اور نہ اولاد۔
بے نفع الا من آتی بس وہ فائز المرام ہوگا جو تندرست
اللہ بقلب سلیم“ دل لیکر حاضر ہوگا۔“
قلب سلیم سے مراد شرک و نفاق کی ہر آلائش سے بالکل
پاک اور محفوظ دل ہے جس دل میں کسی اور حصہ داری
یا نفاق کی بیماری ہو اس دل کی اللہ کی بارگاہ میں کوئی
اہمیت نہیں۔

حدیث ہے :

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
”ان اللہ لا ينظر الی صورکم اللہ تمہاری صورتوں اور مالوں
واموالکم ولكن ينظر الی کونہیں دیکھے گا بلکہ تمہارے
قلوبکم واعمالکم دلوں اور عملوں کو دیکھے گا۔“

اسی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کرتے تھے :
اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ قَلْبًا سَلِیْمًا۔

ایمان کی استقامت دل کی استقامت کا موقوف ہے

حدیث ہے :

وَعَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَسْتَقِيمُ
إِيمَانُ عَبْدٍ حَتَّى يَسْتَقِيمَ قَلْبُهُ۔
”انس سے مروی ہے کہ نبی نے
فرمایا کہ بندے کا ایمان اس وقت
ایمان عبد حتی یستقیم تک سیدھا نہیں ہو سکتا جب تک
کہ اس کا دل نہ سیدھا ہو جائے۔“
اور دل کے سیدھا ہونے سے مراد یہ ہے کہ انسان کا دل
اللہ کی محبت سے بسر نہ ہو، اس کی اطاعت کو محبوب
سمجھے اور اس کی معصیت کو مکروہ سمجھے۔

دل کی مثال پر کی طرح ہے

عن ابی موسیٰ اشعری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
”دل کی مثال پر کی طرح ہے جنہیں ہوا میں
خالی زمیں پر الٹ
پلٹ کرتی رہتی ہیں“
مَثَلُ الْقَلْبِ مِثْلُ الرِّيشَةِ
تَقْلِبُهَا الرِّيحُ بِفُلَاةٍ ط

۱۲
اس حدیث میں قلب پر وارد ہونے والی کیفیات اور
خطرات کو تشبیہ دیکر بیان کیا گیا ہے کہ قلب اللہ
کے ہاتھ میں ایسے ہی ہیں جیسے کہ خالی زمین پر پرندہ
کا پتہ پڑا ہوا ہو اور ہوائیں اسے جس طرف چاہیں
اڑائیں۔ لہٰذا کے بجائے ریاہ استعمال کرنے کا نکتہ
یہ ہے کہ اگر ہوا ایک طرف سے کسی چیز پر چلے تو وہ چیز
اس طرح الٹ پلٹ نہیں سکتی جس طرح کہ اس وقت
ہوتی ہے جبکہ وہ چاروں طرف سے چل رہی ہو جیسا کہ
آندھی کے موقع پر عام طور پر یہ مشاہدہ ہوتا ہے
غرضیکہ جس طرح ہر کی ایک کیفیت نہیں رہتی اسی
طرح انسان کا دل بھی دگرگوں رہتا ہے کہ کبھی اچھے
خیالات کا اس پر ورود ہوتا ہے۔ کبھی پرے خیالات کا

دل رحمن کی دو انگلیوں کے درمیان

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے ہدایت فرمائی کہ اکثر یہ پڑھا کرو:

يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ تو میں نے
نبی کریم ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ! ہم آپ پر ایمان لائے

۱۳
آپ کی لائی ہوئی ہدایت پر ایمان لائے کیا اب بھی
ہمارے بھٹکنے کا اندیشہ ہے آپ نے فرمایا:
الْقَلْبُ بَيْنَ اصْبَعِي الرَّحْمَنِ دَلَّ رَحْمَنُ كِي دَوَانِغِيُوں كِ
يَصْرِفُهُ كَيْفَ يَشَاءُ درمیان وہ جیسے چاہتا ہے
اسے پھیرتا رہتا ہے۔

اس حدیث کی بابت عبد العزیز دباغ نے فرمایا کہ حدیث
میں انگلی سے مراد معنوی انگلی ہے یعنی تصرف جو
انگلی کے ذریعہ ہوا کرتا ہے مطلب یہ ہوا کہ بندہ کا قلب
تصرفات خداوندی سے دو تصرف کے درمیان ہے

وخرج مسلم من حدیث عبد عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں
اللہ بن عمر: سمعت رسول اللہ کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان قلوب و سلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ تمام
بنی آدم کلھا بین اصبعین بنی آدم کے دل رحمن کی انگلیوں
من اصابع الرحمن عز وجل کقلب میں سے دو انگلیوں کے درمیان
واحد یصرفہ کیف یشاء ثم قلب واحد کی طرح ہیں وہ جس
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طرح چاہتا ہے اسکو پھیرتا رہتا ہے
اللہم مصرف القلوب صرف پھر نبی کریم نے فرمایا اے اللہ دلوں
قلوبنا علی طاعتک کے پھیرنے والے ہمارے دلوں کو اپنی

طاعت کی طرف پھیر دے۔“

عجیب بات ہے کہ قلب اپنے احساسات اور انفعالات معنویہ میں بھی متقلب رہتا ہے جیسا کہ زیر بحث احادیث میں مذکور ہے اور تاحیات اپنے وضع طبعی میں بھی متحرک اور متقلب رہتا ہے۔ قلب کے اسی الٹ پھیر کی مناسبت سے شاعر اپنے مصرعہ میں اس کی وجہ تسخیر کی طرف اشارہ کیا ہے۔

وَمَا سُبَى الْقَلْبِ إِلَّا لَأَنَّهُ يَتَقَلَّبُ

بھلائی اور برائی کی کسوٹی دل

وابصہ بن معبد کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو آپ نے فرمایا کہ وابصہ تم بھلائی اور برائی کے بارے میں پوچھنے آئے ہو تو میں نے کہا ہاں، تو آپ نے فرمایا:

اسْتَفْتِ قَلْبَكَ ”اپنے دل سے پوچھ“ اگر دل اس سے مطمئن ہے تو بھلائی ہے اور اگر دل میں اس سے کھٹک ہو تو برائی ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ نے انسان کی فطرت اس طرح بنائی ہے جس میں بھلائی سے

محبت اور برائی سے نفور موجود ہے۔ یہی مطلب ہے اس حدیث کا۔ کُلُّ مَوْلُودٍ يُوَلَّدُ عَلَى الْفِطْرَةِ الْاَبْوَا لَا يَهُودًا نَحْنًا اَوْ نَصْرًا نَحْنًا اَوْ يَمَجْسَنَةً

دل کی مثال تین قسم کے مکان کی

۱۔ اول شاہی مکان جس میں خزانے اور شاہی جواہرات ہوتے ہیں۔
۲۔ دوم آدمی کا اپنا مکان جس میں صرف اس کے جواہرات اور خزانے ہوتے ہیں لیکن وہ شاہی ذخیرے کے برابر نہیں ہوتے۔
۳۔ سوم خالی مکان جس میں پھوٹی کوڑی بھی نہیں۔

اب بتلائیے کہ چور کس گھر میں نقب لگائیگا۔ خالی مکان سے کچھ چرانا محال ہے کیونکہ اس میں چرانے کی کوئی چیز نہیں یہی وجہ ہے کہ ابن عباس سے دریافت کیا گیا کہ یہودی کہتے ہیں کہ نماز میں ہمیں وسوسہ نہیں آتا تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ہمیں جواب دیا:

وَمَا يَصْنَعُ الشَّيْطَانُ بِالْقَلْبِ الْخَرَابِ - خراب شدہ دل کو شیطان کیا کرے گا

اب رہا شاہی محل تو اس میں چوری کرنا محال ہے کیونکہ اس پر محافظین کا زبردست پہرہ رہتا ہے۔ چور اس کے

قریب بھی نہیں جاسکتا، لہذا اب چورہ کے لئے تیسرا
گھر رہ جاتا ہے جس پر وہ خوب ڈاکے ڈالتا ہے۔
اول دل جو ہر خیر سے خالی ہے کافر و منافق کا دل ہے
دوم وہ دل جو اللہ کی عظمت و محبت سے بھر چکا ہے ایسے
دل پر شیطان ڈاکہ ڈالنے کی کیسے جرأت کر سکتا ہے
سوم وہ دل جو توحید ایمان باللہ، اللہ کی محبت و
معرفت سے پُر ہوتا ہے۔ ساتھ ہی اس میں دواعی
طبیع اور خواہشات نفسانیہ بھی موجود ہوتے ہیں غرضیکہ
دل کو دو قسم کے دواعی گھیرے رہتے ہیں کبھی
ایمان و معرفت خداوندی کی طرف دعوت دینے والے
کی طرف مائل ہوتا ہے اور کبھی خواہشات کی طرف دعوت
دینے والے شیطان کی طرف مائل ہوتا ہے تو ایسے دل
پر شیطان کو بڑی امیدیں ہوتی ہیں۔ ہر وقت اس پر
وار چلاتا ہے۔ شیطان کے ہتھیار یہی شہوات، باطل
خیالات و سواس، جھوٹی آرزوئیں ہیں۔ جس دل
پر یہ تمام چیزیں موجود ہوتی ہیں شیطان جب اس
یہاں جاتا ہے تو انہیں کو اٹھا کر دل پر حملہ آور ہوتا
ہے اگر ایمانی حربہ مضبوط نہیں تو شیطان غالب آجاتا ہے

دل کا رین (زنگ)

دل کی مثال آئینے کی سی ہے جب تک وہ میل اور
زنگ سے پاک رہتا ہے تو حقائق کا مشاہدہ کرتا ہے
اور جب زنگ آلود ہو جاتا ہے تو برباد ہو جاتا ہے
اور جب صیقل کا کوئی سامان نہیں ہوتا کہ اس کے
زنگ کو دور کر کے جلا بخشنے۔

اسی کو قرآن طبع اور رین سے تعبیر کرتا ہے۔
أُولَٰئِكَ الَّذِينَ بَطِيَحَ "یہی ہیں جن کے دلوں پر
اللہ علیٰ قلوبہم اللہ نے مہر لگا دی ہے"
دوسرے مقام یوں ارشاد باری ہے۔

كَلَّا بَلْ سَرَّ عَلٰی "یہی ہیں جن کے دلوں پر زنگ
قُلُوبُہُمْ چڑھ گیا ہے"

دل کا غین (غبار)

نبیؐ نے ارشاد فرمایا: إِنَّهُ لَيُغَانُ عَلَى قَلْبِي فَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ فِي الْيَوْمِ
وَاللَّيْلَةِ سَبْعِينَ مَرَّةً "میرے قلب پر بھی غبار جاتا ہے جو شب و روز میں ستر
تہ استغفار کرتا ہوں" حدیث پاک میں جو غین مذکور ہے وہ مانع یا منقص
تجلی نہیں ہے کیونکہ وہ تجلی جو آپ کے قلب پر ہوتی ہے اس قدر قوی النور ہے
کہ خود اس غین کو بھی منور کر دیتی ہے۔

دلوں کا زنگ اور اس کا علاج

دل دو چیزوں سے زنگ آلود ہوتا ہے۔ غفلت اور گناہ سے۔ اور دو ہی چیزوں سے صاف روشن اور چمکدار ہوتا ہے۔ استغفار اور ذکر الہی سے۔

ابو دردار کا قول ہے۔

يَكُلُّ شَيْءٌ عَجَلَاءً وَإِنْ
عَجَلَاءَ الْقَلْبُ ذِكْرُ اللَّهِ

ترمذی میں ایک روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ هَذِهِ الْقُلُوبَ تَصْدَأُ كَمَا يَصْدَأُ الْحَدِيدُ إِذَا
أَصَابَهُ الْمَاءُ قَالُوا فَمَا زَنْگُ آلود ہو جاتا ہے صحابہ
جَلَاءُهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ نِيَّاسُ زَنْگُ اس زنگ کو
كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَتِلَاوَةُ الْقُرْآنِ
فَرِيَا مَوْتِ كَو كَشْرَتِ سِيَا دَكُرُو

(ترمذی) اور قرآن کی تلاوت کرو۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا:

أَطْلُبُ قَلْبَكَ فِي ثَلَاثَةٍ كَمَا أَنِي كَو تِيْمِنِ جُكُوهِي
مَوَاطِنَ، عِنْدَ سَمَاعِ الْقُرْآنِ وَفِي مَجَالِسِ
الذِّكْرِ وَفِي أَوْقَاتِ الْخُلُوعِ فَإِنَّ لَكَ
تَجِدُهُ فِي هَذِهِ الْمَوَاطِنِ فَسَلِّ
اللَّهُ أَنْ يَمُنَّ عَلَيْكَ بِقَلْبٍ فَإِنَّهُ لَا قَلْبَ
لَكَ -

اپنے دلوں کو تین جگہوں میں ڈھونڈو، قرآن سننے کے وقت، ذکر کی محفلوں میں۔ تنہائی کے اوقات میں اگر ان تین جگہوں میں دل نہ پاؤ، تو اللہ سے سوال کرو کہ وہ تمہیں ایک بیدار دل عطا فرمائے کیونکہ تم دل سے محروم ہو۔

دل مرجاتا ہے

تیرہویں صدی عیسوی کے مشہور مورخ ابن الطقطقی نے لکھا ہے کہ عبدالملک بن مروان مدینہ کے مشاہیر علماء میں شمار ہوتا تھا عام طور پر اس کا قیام مسجد ہی میں رہتا تھا لوگ اسے مسجد کا کینوتر کہتے تھے وہ بڑا نیک طبیعت اور دین پسند شخص تھا۔ تلاوت قرآن اس کا معمول تھا

جب اس کے باپ مروان بن حکم کے مرنے کے بعد اسے بتلایا گیا کہ اب آج سے آپ خلیفۃ المسلمین بن گئے ہیں تو اس نے قرآن کو بند کر دیا اور کہا اے فراق بنی وینک۔ اب میرے اور تیرے درمیان جدائی ہے۔ خلیفہ ہونے سے قبل یزید بن معاویہ نے مدینہ والوں سے لڑنے اور مکہ پر حملہ کرنے کے لئے فوج روانہ کی تو یہ بہت خفا ہوا تھا مگر جب خود خلیفہ ہوا تو اپنے حریف عبداللہ بن زبیر کو شکست دینے کے لئے اس سے بھی بدتر کام کیا اس نے حجاج بن یوسف کو اس کام کے لئے مقرر کیا جس نے مکہ کا محاصرہ کیا تو کعبہ پر منجنیق سے پتھر برسائے۔

مشہور تابعی سعید بن مسیب، عبد الملک بن مروان کے استاد تھے ایک دن اس نے اپنے استاد سے کہا حضرت اب میں نیکی کے کام کرتا ہوں تو میرے دل کو کوئی خوشی نہیں ہوتی اور برائی پر ملال نہیں گذرتا حالانکہ میری قلبی کیفیت پہلے ایسی نہ تھی سعید بن مسیب نے فوراً جواب دیا اس کی وجہ یہ ہے کہ اب تمہارا دل مر گیا ہے۔

کسے تھے وہ مسلمان

مشہور مستشرق لارڈ ایڈورڈ گبن نے لکھا ہے کہ عمر فاروق کے دور خلافت میں جب بیت المقدس فتح ہوا تو خود امیر المومنین کو وہاں تشریف لانے کی دعوت دی گئی امیر المومنین نے یہ طویل سفر اس طرح طے کیا کہ ایک ہی اونٹ پر آپ اور آپ کے غلام باری باری سوار ہوتے تھے۔ یہ اس خلیفہ اسلام کا سفر تھا ۲۵ لاکھ مربع میل پر جس کی عظمت کا پرچم لہراتا تھا۔ فتح بیت المقدس کے بعد جب مجاہدین اسلام اندرون شہر داخل ہونے لگے تو عیسائیوں اور یہودیوں کی نوجوان لڑکیاں انتہائی بے حیائی اور بے پردگی سے اپنے بالا خانوں پر کھڑی ہو گئیں اور دعوتِ نظارہ دینے لگیں تاکہ صف اسلام میں انتشار پیدا ہو۔ بشری تقاضوں کے پیش نظر کچھ نوجوان سپاہیوں میں اضطراب پیدا ہو گیا اور نظریں بہکنے لگیں فوج کے سپہ سالار نے یہ صورتحال دیکھا اور امیر المومنین سے عرض کیا کہ یہ عجیب صورتحال ہے ایک طرف سپاہیوں کا اضطراب اور دوسری

طرف حسن کی بے حجابانہ شوخیاں، اب آپ ہی بتائیے
نظم کس طرح قائم کیا جائے یہ سنتے ہی فاروق اعظم کا
چہرہ سرخ ہو گیا اور آپ نے حکم دیا پورا لشکر ٹھہرایا
جائے سب لوگ ٹھہر گئے تو فاروق اعظم نے کھڑے
ہو کر بلند آواز سے فرمایا: قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا
مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا قُرُوجَهُمْ - سورہ
نور کی اس آیت جس میں یہ کہا گیا ہے کہ اے پیغمبر
مؤمنین سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں
کا سننا تھا کہ تمام سپاہیوں کی نگاہیں جھک گئیں
اب وہ اس طرح سر جھکائے شہر میں داخل ہو
رہے تھے گویا ان کے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہوئی ہیں
کہ ذرا سا بلے گا تو چڑیاں اڑ جائیں گی۔
اس واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے انگریز مورخ لکھتا
ہے: ”اگر مسلمان یہ تھے اور ان کے تقدس
اور خوف خدا کا یہ عالم تھا تو میں کہوں گا کہ ایسے
مثالی اور بے مثال انسانوں کے لئے یہ دنیا آب و
گل کافی نہیں انہیں آباد ہونے کے لئے ایک جدید
دنیا کی ضرورت ہے۔“

پہلے قرآن کی صرف ایک آیت دلوں میں تلاطم برپا
کر دیتی تھی اب آیات و احادیث کے دفتر کے دفتر
بکھیر کر رکھ دئے جائیں نہ آنکھیں نم ہوتی ہیں
نہ دل اتر پذیر ہوتے ہیں اس لئے کہ اب گناہ کمی
سیاہیوں نے دلوں کو مردہ کر کے رکھ دیا ہے۔

دل کا تعلق علم سے

فضیلت علم کے بارے میں بہت سی آیات ہیں جیسے:
يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ
مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أَوْتُوا الْعِلْمَ اور علم والوں کو درجات
دے گا جتنا عطا فرماتا ہے۔

ایک جگہ اس طرح ہے: إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ
عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ علماء ہی اللہ سے ڈرتے ہیں
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِاللَّهِ وَأَخْشَاكُمْ فِيهِ سُبَّحَانَ
اللَّهِ - زیادہ اللہ کو جاننے والا اور تم میں سب سے
زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں۔
معلوم یہ ہوا کہ علم جہاں بلندی درجات کا سبب ہے

وہیں خشیت خداوندی کا ذریعہ بھی ہے اب سوال یہ ہے کہ بدن انسانی میں کون سی شے ہے جو علم کا ادراک کرتی ہے تو جانتا چاہئے کہ علم کا مدرک دل ہے اور ادراک بالقلب کا نام علم ہے اور ادراک بالحواس کا نام شعور ہے۔

دل کا تعلق کلمہ طیبہ سے

حدیث میں ہے:

”جس نے لا الہ الا اللہ کہا وہ جنت میں داخل ہو گیا“

لیکن اگر کوئی شخص ایسا ہے کہ زبان سے تو اس نے لا الہ الا اللہ پڑھ لیا لیکن دل سے تصدیق نہیں کیا تو اہلسنت والجماعت کے نزدیک ایسا شخص مسلمان نہیں ہے شاعر کہتا ہے

زبان سے کہہ دیا جو لا الہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

دل کا تعلق نماز سے

نماز آدمی کی زندگی کو پاکیزہ و مطہر بنانے والی اس کے کردار کو سنوارنے والی اس کے ضمیر اور دل و دماغ کو تربیت اور اس کے نفس کی اصلاح کرنے والی چیز ہے اسی وجہ سے اسلام نے نماز کی ادائیگی پر بہت زور دیا ہے۔ اور نماز کی روح خشوع و خضوع اور اطمینان اور ان چیزوں کا پہلا محل دل ہے جس نے نماز میں خشوع و خضوع اور اطمینان کا اہتمام نہیں کیا اس نے نماز کی حقیقت ضائع کر دی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اپنی داڑھی سے کھیل رہا ہے تو فرمایا:

لَوْ خَشَعَ قَلْبُكَ لَخَشَعَتْ
جَوَارِحُكَ
اعضاء میں بھی خشوع ہوتا۔

دل کا تعلق روزے سے

روزے میں انسان طلوع آفتاب سے لیکر غروب آفتاب تک بھوکا پیاسا رہتا ہے بھوک پیاس سے دل کی چربی پگھلتی ہے تو دل رقیق ہو جاتا ہے جس طرح اونٹ کے پیاسا ہونے پر اس کے گوبان کی چربی پگھلتی ہے بھوک پیاس کی اسی اہمیت کی وجہ سے شاید عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے کہا تھا ”اپنے شکموں کو بھوکا پیاسا رکھو شاید تمہارے قلوب اپنے پروردگار کو دیکھ سکیں“

دل کا تعلق زکوٰۃ و صدقہ سے

اللہ کا ارشاد ہے: خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ ۖ وَأَعْلَلْ لَوَاجِبَ الْحُرِّ ۚ وَهُوَ الَّذِي يَرْزُقُكَ وَاللَّهُ غَفُورٌ ذِكْرٌ ۚ اے ہمارے رسول آپ ان کے مالوں سے صدقہ لے لو جس کے ذریعے تم ان کو پاکیزہ بناؤ گے اور ان کا تزکیہ کرو گے“ آیت مذکورہ میں ”تطہیر“ اور ”تزکیہ“ دو لفظ استعمال ہوئے ہیں تطہیر میں غالب پہلو ظاہری اور باطنی نجاستوں اور رذائل سے پاک کرنے کا اور تزکیہ میں ظاہری اور باطنی نجاستوں اور

خباثتوں سے پاک کرنے کے ساتھ ساتھ صلاحیتوں اور خوبیوں کو نشوونما دینے اور فضائل اخلاق سے آراستہ کرنے کا مفہوم بھی شامل ہے۔ ظاہر ہے کہ باطنی گندگیوں سے مراد دل کی گندگیاں اور نجاستیں ہیں۔ نیز انفاق، زکوٰۃ، صدقہ و خیرات، بلاشبہ سراسر نیکی ہے لیکن اس کے پیچھے اخلاص نیک نیتی اور پاکیزگی قلب نہ ہو تو اللہ کو ایسے نیک عمل کی ضرورت نہیں۔

دل کا تعلق حج سے

اسلام کا مجموعہ عقائد و عبادات صرف توحید، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج سے مرکب ہے۔ ان تمام ارکان میں حج ایسا رکن ہے جس سے اس تمام مجموعے کی ہیئت ترکیبی مکمل ہوتی ہے اور یہ تمام ارکان اس کے اندر جمع ہو گئے ہیں۔ حج کے جہاں بشمار فوائد اور اہم مقاصد ہیں انہیں میں سے ایک بڑا اور اہم مقصد قرآن نے یہ بتایا ہے۔
وَمَنْ يُعْظَمْ شَعَائِرَ اللَّهِ جَوَ لُوكِ اللَّهِ قَائِمٌ كِي هُوَ يَادُرُو
فَانْهَامِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ كِي تَعْظِيمُ كَرْتِي هِي تُوِيه تَعْظِيمُ اِن
كِي دِلُوں كِي پَر ہنر گاری پَر دلالت كرتی ہے۔“

یعنی ان یادگاروں کی تعظیم کا حق محض ظاہر داری سے ادا نہیں ہو سکتا بلکہ اس کے لئے دل کا تقویٰ مطلوب ہے اور حج کرنے والے کو چاہئے کہ خانہ کعبہ کی ان مقدس یادگاروں اور اہم صالحوں کے روحانی اثر و نفوذ کو اپنے دل میں جذب کر لے مادی یادگاروں کی زیارت صرف سیر و تفریح کے لئے کیجاتی ہے لیکن روحانی یادگاروں سے صرف دل کی آنکھیں ہی بصیرت حاصل کر سکتی ہیں۔

دل کا تعلق قربانی سے

قربانی کے متعلق معلوم ہے کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادگار ہے۔ قربانی کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے :
لَنْ يَنْتَظِرَ اللَّهُ لِحُومِهَا وَلَا دِمَائِهَا وَلَكِنْ يَنْتَظِرُ التَّقْوَىٰ مِنْكُمْ ۚ مطلب یہ ہے کہ خدا قربانیوں کے گوشت یا خون سے محظوظ نہیں ہوتا جیسا کہ مشرکین نے گمان کر رکھا ہے بلکہ محض تمہارے دل کی نیکی ہے جو مقبول بارگاہ الہی ہے۔

بالفاظ دیگر اللہ تو صرف خالص نیتوں اور پاک و صاف دلوں کو دیکھتا ہے۔

دل کا تعلق خانہ کعبہ سے

حجاج کرام جانتے ہیں کہ حج کے موقع پر جب وہ طواف کرتے ہیں تو خانہ کعبہ ان کے بائیں جانب پڑتا ہے اور دل بھی سینے میں بائیں جانب ہی ہے۔ شاید حضرت حق نے دل کو بائیں جانب اسی وجہ سے رکھا ہے تاکہ طواف کرتے وقت انسان کا دل خانہ کعبہ کی طرف مائل رہے اور وہاں سے نکلنے والی نورانی شعاعوں کو پوری طرح اپنے اندر جذب کر لے۔ جبکہ عقل تو یہ کہتی ہے کہ دل جب بدن انسانی میں سب سے اہم اور عظیم الشان عضو ہے تو اس کو بائیں جانب نہیں بلکہ دائیں جانب ہونا چاہئے، کیونکہ دائیں جانب کو بائیں جانب پر شریعت بخشہا ہے۔ اور ماہرین علم الاجسام کا بھی یہی کہنا ہے کہ جسم کے بائیں جانب کے تمام اعضاء دائیں جانب کے تمام اعضاء کے مقابلہ میں کمزور ہیں۔

خوشخبری

مولینا جلال الدین قاسمی کی دوسری علمی
اور فکری کتابیں جو جلد ہی منظر عام پر آنے
والی ہیں۔

- ۱۔ اسلام میں محبت کا مقام
- ۲۔ امنوا و عملوا الصالحات
- ۳۔ پیارے نبی کی پانچ پیاری نصیحتیں
- ۴۔ نفس کی تحقیق
- ۵۔ اخلاص اور نیت

ملنے کا پتہ :
شمسی بکریڈو نیز جامع مسی راولپنڈی
انڈیا مارکیٹ خیرانی روڈ ساکی ناکہ بمبئی ۴۰